

بے واسطہ نظر اہل نشان جمال کر

یہ بھی ہے ایک خطا کہ نظر درمیان کر



(ہندی اور اسلامی تصوف پر بسیط نظر)
مؤلفہ و مولفہ

بابا گلاب چند آئندہ المعروف شاہ آئندہ بنارسی

سہری جے ناراین سنگ منڈلی
سی رام سید پورہ جیت گج رتھ بنارس

پاس خاطر عزیز شیخ عبداللہ قریشی کابنوری

بغرض رہنمائی رہروان راہ حقیقت اجازت طبع فرمودہ شد
سلیمائی پبلشرز ممبئی پکارٹ بنارس

اللہ

اس نسخہ نام الہی کہ توئی دے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
 بیرون تو نیست ہر چہ در عالم است
 اور جب کلیت میں اپنی جزویت کو حلول کر دیا تو معرفت کی منزل آخر پہ پہنچ گیا۔ اور جب
 اُس نے بظن میں کل کامتا ہدہ کر لیا بس حقیقت آشنا ہو گیا۔
 ہماری جزویت کیا ہے؟ قدرت نے حالت اطف (کارن) سے لطیف (سوکشم) اور لطیف
 سے کثیف (استھول) میں ہو کر خلوت سے جلوت کے جانب نزول کیا ہے اور رنگارنگ کی اشیاء
 کو پیدا کیا ہے۔ جنہیں سے ایک انسانی ہستی بھی ہے۔
 انسانیت (آئینہ کار) مبداء عالم ہے۔ اس کے تحت پانچ عناصر (تو) پانچ خواص عطری۔ پانچ خواص
 علمی (گیان اندری)۔ پانچ قوت افعالی (کرم اندری) پانچ انفس (پران) یکپہل خواص ہیں۔
 عناصر میں ہندی جلا کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس لئے وہ پچیس پر کرتیان (خواص) مانتے ہیں
 ہمیں اس اختلاف سے سروکار نہیں ہے۔
 نقشہ ذیل سے انکی صاف صاف وضاحت ہو جائیگی۔

مذہب	عناصر	خواص عناصر	قوائے افعال
(۱)	خلا (آکاش)	آواز (کلمہ) (شبد)	کان
(۲)	ہوا (واو)	لمس (سپیش)	پوست چمپڑا
(۳)	آگ (اگنی)	شہود (رُوپ)	آنکھ
(۴)	پانی (جل)	ذائقہ (رِس)	زبان
(۵)	خاک (پریٹھوی)	بو (دگندھ)	ناک
			ہاتھ
			پاؤں
			منہ
			مقام لب لنگ
			مقام براز (گدا)

مندرجہ بالا خواص و قوائے عالم میں بصورت کل اور ہر انسان میں بصورت جزو قائم ہیں۔ انہیں کے
 امتزاج اور اشتمال سے سارے اشکال جلوت میں آکر پھر وقت مقررہ پہ اصلی خزانہ میں واپس
 جاتے ہیں۔ چنانچہ جزویت کے علم سے واقفیت حاصل کرتا ہوا عارف جب اپنے بظن میں علم کلیت

بَعُوذُ بِكَ مِنْ مُرَشِدٍ مُرْتَدٍّ
 श्री गुरु मदा सहस्र

حقیقت یا وکیان اوستھا

4
 17683

گم شدیم دروے۔ ندانم تا کیم من چیتم
 آونی نامم ولیکن۔ آونی دراصل چیت
 قطرہ در دریا۔ د۔ دریا گشت در قطرہ نہان
 تاہم۔ قلم۔ جیاتم۔ جان گو یا چیتم
 معینم یا صورتم۔ اہم منی چیتم
 آفتابم۔ سایہ ام۔ پیدا و نہاں چیتم
 علم حقیقت کا حصول دراصل عقل کے وسیلہ سے نہیں ہوتا جیسا کہ عام خیال ہے بلکہ حالت کیف
 میں بذریعہ قوت اشراقیہ یا حس باطن (انجوشکتی) بطون میں اسکا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ درجہ صدا بلکہ
 ہزار ہا عابدوں۔ زاہدوں اور عارفوں میں سے کبھی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ
 یز کا و خیر سے لائق اطلس نہ بود
 عرفان کو ہر گہر شناس سے باید
 بہ شناس گہر۔ گہر شناس کہیں نہ بود
 لعل و گوہر مناسب جس نہ بود
 اس منزل اعلیٰ یا صدرالمنقبتی تک پہنچنے کیلئے جو منازل طے کرنے پڑتے ہیں انکا ذکر باب ہائے
 مابقی میں ہو چکا ہے۔ جب عابد پوری شرفی زندگی بسر کر لیتا ہے تب کہیں راہ طریقت میں قدم رکھنے
 کا شوق ہوتا ہے۔ چونکہ آجکل کے لوگ پوری شرفی زندگی نہیں بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے طریقت کا دروازہ
 بند ہے۔ خواجواہ کو شرفی کھلانے اور بحث مباحثہ کرنے اور غیروں کو اپنے مقابل پر پہنچانے سے کچھ
 حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ عملاً و فعلاً زندگی شرفی نہ بچائے یہ وہ منزل ہے کہ جب کاچوکا کہیں کا نہیں
 رہ جاتا۔ اس درجہ میں جو کامیاب ہوا وہ شریعت سے طریقت اور طریقت سے معرفت اور معرفت
 سے حقیقت تک بہ آسانی پہنچ سکتا ہے۔

حقیقت کیا ہے؟ اسکا جواب بہت ہی لمبا چوڑا ہے۔ میری رائے ناقص میں جس نے اول اول
 بحکم و بہ امداد پیر مرشد بذریعہ تجاہدات یا سیر و جوہر و شغل اشغال۔ ذکر و فکر و غیرہ اپنی ہستی کو
 جو کلمہ کا حصہ جوڑ دیا۔ وہ بروہیت سے گزرتا کہ گیت سے موصول ہو سکتا ہے کیونکہ

لوہے کو اپنے طرف کھینچ لیتا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ دونوں میں کونسا اندرونی تعلق ہے۔ اس طرح کثرت میں وحدت سمائی ہوئی عارف کو نظر آتی ہے۔ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ ہاں جب کبھی موج میں آجاتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے گدے

میں ہی گل میں۔ گل کے رنگ و بو میں اور خاروں میں ہوں
دشت میں بھی۔ میں ہی ہوں۔ اور میں ہی گلزاروں میں ہوں
میں ہی دریا میں ہوں۔ دریا کی روانی میں بھی ہیں
میں ہی ریگستان۔ صحرا۔ اور کہساروں میں ہوں
میں زمین و آسمان میں۔ میں ہی ان کے وسط میں
میں ہی سورج۔ چاند میں ہوں۔ میں ہی کل تاروں میں ہوں
کعبہ و تہ خانہ۔ اور مئے خانہ میں ہے میرا ظہور
زاہد و مینا و دل میں۔ میں ہی میخواروں میں ہوں !!!
میں ہی تخلیق الہ خالق میں ہی ترغین روپ برمٹا۔ و نشو و رش و جوی میں ہوں
میں ہی پروردگار سے قضا و قدر میں ہی دیوی۔ دیوتا میں۔ میں ہی اوتاروں میں ہوں
میں ہی برگزین۔ میں ہی برگزین۔ میں ہی دویت اذو بیت میں۔ لے لافیت لے لے لافیت
شہرک میں مشہرک کے میں۔ منکر کے انکاروں میں ہوں۔ لے شہرک لے وحدت
میں رہا ہوں الخضر آکنہ۔ میں ہی ہر جگہ
پیر و مرشد ست گورو میں۔ اور ان کے کفش برداروں میں ہوں (تخللات آئند)
روح تمام اجسام میں عالم۔ علم اور معلوم کی صورت میں اس طرح موجود ہے جس طرح
مختلف رنگ کے گالیوں میں دودھ ایک ہی رنگ کا رہتا ہے۔ قوت ممیزہ۔ حافظہ
ورسہ کے ذریعہ صفات سہ گانہ عطا کر انہیں نمود میں لاتی ہے۔

۱۔ نمایاں ذرہ ذرہ میں جو ہو خود جلوہ گر ہو کر
۲۔ زمین و آسمان میں اس طرح وہ جلوہ آگ ہے
۳۔ تریا۔ کہکشاں قوس قزح بن کر وہاں چمکا
غیب ہے ڈھونڈتے ہو اسکو تم اہل نظر ہو کر !
یہاں شام دگر ہو کر یہاں شمس و قمر ہو کر
یہاں ہے وہ نمایاں صورت شجر و شکر ہو کر

کا مشاہدہ کر کے اپنی جزویت (خودی) کو تسلیم کلیت میں مُبدل کر دیتا ہے بس حقیقت آشنا ہو جاتا ہے۔ اور درجہ حق الیقین (وگیان اوستھا) کو حاصل کر کے سرور ابدی کے لذت سے بہرہ ور ہوتا ہے جب کبھی حالت جذب میں ہوتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ

جملہ معشوق ست۔ عاشقِ یزدہ زندہ معشوق ست۔ عاشقِ مردہ

جب طرح ہوا خلا میں حرکت کرتی ہے اور خلا سے تعلق نہیں رکھتی۔ جب طرح شبنم پھول پتیوں۔ سبزہ اولیٰ وغیرہ پر گر کر رات بھر رہتی ہے اور طلوع آفتاب کے ساتھ عالم بالا کو چلی جاتی ہے۔ جب طرح مرغابی پانی پر رہتا ہے اور پر کو ترہ نہیں ہونے دیتا۔ جب طرح گل کا پھول پانی میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہمیشہ پانی کے اوپر ہی رہتا ہے جب طرح دُؤلی (Sulphur) یا چمچہ کھانے کے برتنوں کے اندر کی چیزوں کو اُلٹا پلٹا ہے مگر ذائقہ سے سروکار نہیں رہتا۔ اس طرح حقیقت آشنا کا بل دنیا میں رہتا ہوا بھی دنیا سے مُکوت نہیں ہوتا ہے۔ بقول

ہم اُس در پہ دھوئی رہاے ہوئے ہیں ملائک جہان سر جھکائے ہوئے ہیں
درِ سیر۔ اُس در کو۔ کہتے ہیں فقیر۔ کوئی کوئی۔ رُمر اسکا۔ بکے ہوئے ہیں
انھیں کو۔ بیسیر ہے۔ واں تک رسائی خودی کو جو۔ خود سے۔ گنوائے ہوئے ہیں
نہ وسعت کی خواہش۔ نہ تلبت سے کاہش حوایے میں۔ اپنے سماعے ہوئے ہیں
ہو اس بحرِ دنیا میں۔ مرغابی آسا بچر تھے ہیں۔ پر۔ پر بچائے ہوئے ہیں
جو شبنم سے آتے وجاتے ہیں لیکن چمنی سے۔ نہیں دل۔ لٹکائے ہوئے ہیں
بتائیں ہم آئندہ۔ اُس در کا۔ کب کو

وہ جانیں گے۔ جو دیکھ آئے ہوئے ہیں (تخیلات آئندہ)

عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سمائی ہے اور جب وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تب عارف جیسا ختم کہہ اٹھتا ہے کہ

دو عالم جدیت؛ نقش صورتِ دوست چہ جائے نقش صورت؛ بلکہ خود دوست

بصد آئینہ یک رُوئے مقابل اگرچہ صد نماید۔ لیک یک دوست

مگر حق الیقین کی کیفیت میں کثرت ہی میں وحدت موجود نظر آتی ہے۔ جیسے چمک (مقناطیس)

دیا آئندہ حقیقت بنی نے اُو تم بھاگ ہمارے (ہندوستانی) سہری گوسائیں تکی داس جی نے رامین میں لکھا ہے کہ

اُنٹا نام جیت جگ جانا والمیک بھئے برمھ سمانا

یعنی اسم اعظم کو والمیک نے اُنٹا ورد کر کے دنیا کی ہستی کو جان لیا اور اس لئے برمھ یعنی قادر مطلق کے مانند ہو گئے یا آنکھ اوس کی ذات میں اپنی ذات حلول کر گئے۔ چونکہ ہستی حادث ہستی قدیم (پورش پُرانا) سے شہود میں آئی ہے اس لئے ہستی قدیم کے جانب واپس جانے میں اُنٹے چلنا پڑیگا۔ مثلاً دنیاوی کام کرنے میں آنکھ۔ کان۔ اُور زبان کو کھلے رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر دھڑکے جانب رُوح کرنے میں انکو اُٹا کرنا پڑتا ہے یعنی ان ہر سہ قوائے اُتعالیٰ کو بند کر دینا پڑتا ہے۔ بقول

چشم بند و گوش بند و لب بند
گر نہ مہی ستر حق بر من بخت بند

یا آنکھ۔ اُ۔ تین بند لگا ئے کر۔ منہ سے کچھ نہ بول

(کبیر صاحب)

باہر کے پیٹ بند کر۔ انتر کے پیٹ کھول

(۲) تین بند لگا ئے کر نام نہ بول

(شاہ کمال)

انتر کے پیٹ جب کھلیں۔ باہر کے جب

اسی نوع آپ کھمہ طیبہ کو اگر اُنٹا پڑھے تو یوں ہوتا ہے۔

”محمد بن رسول اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔“

اب مندرجہ معنی اور اشارات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے ذرا ملاحظہ تو فرمائے کہ کیا مطلب نکلتا ہے۔ اللہ کی بھی بوئی چیز جسم میں کیا ہے؟ نذر نبوی! اسے شناخت کر کے اس سے تعلق پیدا کیجئے یا دم سے ہمد م ہو رہے تبہستی کے ظہور کا یا عالم کشف یعنی لا الہ الا اللہ کا پتہ ملیگا۔ جب اس ہستی کا پتہ لگ گیا تب لا الہ الا اللہ کے جانب جائے یعنی عالم بطون میں علم اشراق کے ذریعہ سے ہستی نجات میں ہستی کشف اور رُوح کو حلول کر دیجئے یا دوسرے لفظوں میں کشف کو لطیف میں اور لطیف کو اُطف میں یا ہندی فقرہ کے اصطلاح میں مقبول

- ۴۔ کہیں عاشق بنا شور و غل اور نالے کرتا ہو
 ۵۔ کہیں معشوق بن کر لطف آہ و نالہ لیتا ہے
 ۶۔ کہیں بنکر کے زاہد گوشہ مسجد میں رہتا ہے
 ۷۔ کہیں آہوں میں چھپ کر کام کرتا ہے اُتر ہو کر
 ۸۔ کہیں پہلو میں اٹھ جاتا ہے خود دردِ جگر ہو کر
 ۹۔ کہیں منجی میں بن رہا ہے۔ لیٹا ہے خبر ہو کر

حمید ہر شے میں وہ موجود ہے آفتاب کی صورت

وہ کل ہر جہ میں موجود ہے شیر و شکر ہو کر

عارف اس مبداءِ عالم یعنی رُوح کی حقیقت کو جانتا ہوا بطون میں ملاحظہ کرتا ہے۔ اور
 ہستی حادث اور ہستی قدیم کو شریک جانتا ہوا بلکہ ہیچ نہ ہوا نہیں نہیں بلکہ اُس کا
 یقین کامل رکھتا ہوا ہستی بحت کو اپنی ہستی تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ے

اُو در دل من ست - و در دل من بدست اوست

چوں آئینہ بدست من و من در آئینہ

عارفان ماسبق نے اس لطیفہ کو مختلف طرائق پر حسب خیال و تخریب ذاتی ظاہر کیا ہے۔ مگر
 تصوفِ محمدی میں اس کے جانبِ خاص اشارہ کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ جس طرح سہم
 وید کا اسم اعظم ”تومسی“ ہے اسی طرح کلام مجید کا کلمہ شریف ”لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ“
 بقدر کمالِ کمال ہے۔ کلام کا اشارہ بطون کے جانب ہے اور اللہ کا بجانبِ ہستی بحت ہے
 جولانی ہے۔ جس نے کثیف صورت اختیار کی۔ اسی کے جانب ”الا اللہ“ اشارہ کرتا ہے۔
 ”محمد الرسول اللہ“ اشارہ کرتا ہے اور نبوی کے جانب جس کے بدولت ساری دنیا قائم ہے اور
 جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ پیدا کرتا جہاں زمین و
 آسمان کو۔ صوفی اس کے تائید میں کیا خوب کہتا ہے ے

ٹیک :- مرا بنی خدا کا پیارا رے

بنی نہ ہوتے تو جگت نہ ہوتا
 نور بنی دے آدم کو رہبر جا
 لا الہ کو کیا۔ الا اللہ
 بھیج کلام شریف جگت میں
 خود خدا نے صاف پکارا رے میرا بنی
 سارا کیا پکارا رے
 لیکے بنی کا سہارا رے
 کتنے پاپی تارا رے

سوکشم میں اور سوکشم کو کارن میں ملا دیجئے، اور حقیقت کا لطف نامتناہی اٹھائیے تب پتہ چلیگا کہ

آجے ست کہ دریا شدہ - امواج برانگیخت - گمہ گشت جُباے
گمہ رخ شدہ - در عالم تکرار در آمد - درین دور چنان شد
ہر چند جو گیم - رہ بیہودہ نہ پویم - راز نیست نہفتہ
ہر کس کہ بفسید - سبکسار بر آمد - خود جملہ جہاں شد
اس لئے عواص بحر حقیقت سے اگر کوئی کچھ پوچھتا ہے تو وہ پتھر کی تصویر بنا ہوا کہتا ہے کہ

کیا کہیں اب کچھ کہا جاتا نہیں
ہو رہے ہیں ہم بہت بے دست و پا
قلب ساکت ہو رہا ہے اس طرح
طاقت پوشش خود - بے پیر ہوئے
ہیں گھٹیں آنکھیں مگر بیکار ہیں
دم سے دم کچھ اس طرح دمساز تھے
خویت کا کچھ عجیب انداز ہے
ہم ہیں - یا ہم ہیں نہیں - کس سے کہیں

جیتے جی مرنا - یہی آکھن ہے
ہر کسی سے - یوں - مرا جاتا نہیں (تخیلات آئندہ)

تصنیف شاہ آئندہ - نماز با ترجمہ مع شرحیات روحانی عمر - آجیئہ آئندہ جلد اول عمر
جلد دوم ۱۲ / جلد سیوم ۱۲ - نگینہ آئندہ ۲ - تخیلات آئندہ ۱۲ - گنجینہ آئندہ ۴ - خزینہ آئندہ ۳
سفینہ آئندہ اردو فارسی ۳ / دینہ آئندہ ۳
ملے کا پتہ ٹائٹل پر درج ہے

